صحافیوں کے لیے قانونی اصطلاحات کی اہمیت

خواجہ عبدالمنتقم

H-3 (ڈپلیکس)، دھرما اپارٹمنٹ، 2 آئی پی ایکسٹینشن، دہلی۔ 110092، موبائل: 9818369624

ہم نے کئی سال قبل منعقد عالمی اردو کانفرنس میں یہ بات کہی تھی کہ کوئی بھی شخص تب تک مکمل یا امتیازی طور پر قانونی صحافی بلکہ وہ عام معیاری صحافی بھی نہیں ہوسکتا جب تک کہ اسے قومی وبین الاقوامی قوانین، بین الاقوامی Treaties، عہد و پیماں اوراس طرح کی دستاویزات کی جانکاری کے ساتھ ساتھ متعلقہ زبان یا زبانوں پر مکمل عبور حاصل نہ ہو۔ علاوہ ازیں اسے نہ صرف قانون کی جانکاری ہو بلکہ وہ قانون کے علاوہ قانونی ضابطوں سے بھی بخوبی واقف ہو۔ قانونی اصطلاحات کے استعمال کے معاملے میں آج بھی ہمارے کچھ صحافیوں اورایجنسیوں سے کبھی کبھی جلد بازی میں یا سہواً ایسی غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں جن سے، حسب صورت، قارئین یا سامعین گمراہ ہو سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہمارے اردو صحافی کسی بھی طرح دوسری زبانوں کے صحافیوں سے کم ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارا اردو صحافی شاید ہی کوئی ایسا میدان ہو جس پر بخوشی یا بحالت مجبوری نہ لکھتا ہو۔ آج وہ سپریم کورٹ کے فیصلے پر تبصرہ کررہا ہے تو کل وہی شخص ملک میں سیاسی اتھل پتھل کو اپنی تحریر کا موضوع بنا رہا ہے تو تیسرے دن کبھی کبھی آپ کو یہ دیکھ کر اور پڑھ کر حیرت ہوگی کہ وہ اسپورٹس اور فلمی کالم میں بھی طبع آزمائی کررہا ہے اور کورونا جیسی عالمی وبا پر طبی اعتبار سے مکمل تکنیکی مضمون لکھ رہا ہے۔ ظاہر بات ہے ایسی حالت میں غلطی ہونا یا صحیح مترادف اصطلاحات کے استعمال میں کوئی لغزش ہونا لازمی ہے جب کہ دیگر زبانوں میں خاص کر انگریزی یا ہندی میں ایسے صحافی اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں جو صرف قانونی امور پر ہی لکھتے ہیں۔ ایسی پیچیدہ صورت حال میں ہمارے صحافیوں کو اردو صحافت میں مستعمل زبان کے گرتے ہوئے معیار کی بابت ادبی طعنہ بھی سننا پڑتا ہے جب کہ ہمارے ملک میں آج بھی ایسے معیاری اہل قلم وادیب موجود ہیں کہ اگر دور ماضی کے متوفی اہل قلم و ادیب بھی عالم ارواح سے کسی طرح اس دنیا میں لوٹ آئیں اوران کی تحریریں پڑھیں تو انھیں بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ تحریریں بھی ماضی کے خزانوں میں ایک گرانقدر اضافہ ہیں اور وہ وقت آنے پر یہ کہنے پر مجبور ہوں گے 'اس جنس گراں ارز کو، ارزاں نہ کہو ہرگز بھی، کم از لعل بدخشاں نہ کہو، ماضی کی ہیں یادوں کے خزانے ان میں'۔

آیئے اب ہمارے اخبارات اور میڈیا کے ذریعہ بار بار دوہرائی جانی والی غلطیوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہمارے اخبارات اور میڈیا والے کسی بھی پرانے تجربہ کار وکیل کو Senior Advocate بتا دیتے ہیں جب کہ سینئر ایڈوکیٹ ایک قانونی اصطلاح ہے۔ اس کا براہ راست وکیل کی عمر یا تجربہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح کبھی کبھی Advocate on record یعنی وکیل مجاز اندراج کو سینئر ایڈوکیٹ کہہ دیتے ہیں جب کہ سینئر ایڈوکیٹ وہ وکیل ہوتا ہے جسے سپریم کورٹ نے یا ہائی کورٹ نے باقاعدہ سینئر ایڈوکیٹ نامزد کیا ہو۔ اسی طرح Advocate on record سپریم کورٹ کے قواعد کے مطابق سپریم کورٹ کے روبرو کسی فریق کی جانب سے کوئی معاملہ یا دستاویز پیش کرنے اور ساتھ ہی اس کی پیروی کرنے یا کارروائی کرنے کا مجاز ہوتا ہے اور کوئی بھی پٹیشن اس کے دستخط کے بغیر داخل نہیں کیا جا سکتا۔ اسے اس کے لیے سپریم کورٹ کے ذریعہ تیار کئے گئے نصاب کے مطابق باقاعدہ امتحان پاس کرنا ہوتا ہے۔

انتظامی عملہ سے جڑے افراد کی بابت بغیر کسی تصدیق کے ان کا تعارف IAS یا سبکدوش IAS افسر کے طور پر کرا دیا جاتا ہے۔ سول سروسز میں شامل ہر افسر IAS افسر نہیں ہوتا۔ ہم نے کئی ٹی وی پروگراموں میں ایسا ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ IAS افسر بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ بیشتر وہ جو شروع سے ہی IAS افسر ہوتے ہیں اور کچھ وہ جنھیں PCS ہونے کے ناطے ایک مخصوص مدت پوری ہونے پر IAS کیڈر مل جاتا ہے۔

قوانین کے نام اکثر غلط لیے جاتے ہیں جب کہ وزارت قانون و انصاف کی تیار کردہ فہرست میں ان قوانین کے مستند نام درج ہیں۔ اس کے علاوہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی شائع کردہ لغات وفرہنگ میں ان کے صحیح نام درج ہیں۔ چند ہفتہ کی بات ہے کہ ایک معتبر نیوز ایجنسی کے حوالے سے ایک مؤقر اخبار میں 'سی آر پی سی میں ترمیم کی ضرورت' جیسی سرخی کے تحت ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ خبر کی تفصیل دیتے وقت سی آر پی سی (Code of Criminal Procedure جس کا اردو ترجمہ مجموعہ ضابطہ فوجداری ہے) کے لیے ضابطۂ اخلاق جیسے الفاظ کا استعمال کیا تھا۔ اسی طرح مجھے یاد ہے ایک

مرتبہ ہماری اردو کی ایک نہایت معتبر خبر رساں ایجنسی نے Foreigners Act کو غیر ملکیوں کا قانون بتایا تھا جب کہ اس کا صحیح ترجمہ غیر ملکیوں سے متعلق قانون ہے۔

ایک دن ہم نے ایک اخبار میں یہ خبر پڑھی کہ فلاں ضلع کے ضلع مجسٹریٹ کو نمائندگی دی گئی۔ مکمل خبر پڑھی تو معلوم ہوا کہ افسر موصوف کو کوئی representation یعنی عرضداشت دی گئی تھی اور اس کا ترجمہ نمائندگی کر دیا گیا۔ کبھی کبھی ایسے لوگ قانونی موضوعات پر مضمون لکھنے کی زحمت گوارہ فرماتے ہیں جن کی بابت انھیں بالکل معلومات نہیں ہوتیں۔ یوم دستور کے موقع پر ایک مضمون نگار نے، جن کا مضمون کئی اخبارات میں شائع ہوا، اپنے مضمون میں یہ تحریر فرما دیا کہ حق جائیداد (Right to Property) ایک بنیادی حق ہے جب کہ کئی دہائی قبل اس حق کو ۱۹۷۸ء میں ۴۴ویں آئینی ترمیم کے ذریعہ بنیادی حقوق کے زمرے میں سے نکال دیا گیا تھا۔

آج بھی ہمارے بہت سے صحافی UN کو UNO لکھتے ہیں جب کہ اقوام متحدہ کی ویب سائٹ پر واضح طور پر (The United Nations) درج ہے۔ اقوام متحدہ ایک تنظیم ضرور ہے مگر لفظ Organization اس کے نام کا حصہ نہیں ہے۔

کچھ ایسی اہم قانونی اصطلاحات ہیں جنھیں سمجھنا ہر صحافی کے لیے ضروری ہے تاکہ رپورٹنگ کے وقت کوئی تعبیری لغزش نہ ہونے پائے۔ ہمارے صحافیوں کو دوران صحافت سب سے بڑی دقت یہ آتی ہے کہ انھیں بہت سے ایسے الفاظ کے مترادف تلاش کرنے میں دشواری ہوتی ہے جو بادی النظر میں بالکل ایک جیسے ہی نظر آتے ہیں لیکن قانون کے نقطۂ نظر سے ان میں فرق کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

اپیل بغرض سماعت منظور کرنا، منظور کرنا، خارج کرنا، نامنظور کرنا

Admit, Accept, Allow, Disallow and Dismiss an Appeal: جب کوئی اپیل گزار کسی عدالت میں اپیل فائل کرتا ہے تو عدالت اس اپیل کو بغرض سماعت منظور کر لیتی ہے یعنی Admit کر لیتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عدالت اس اپیل کو اس قابل سمجھتی ہے کہ اس کی باقاعدہ سماعت کی جائے۔ اگر سماعت کے بعد عدالت اس اپیل میں مطلوب دادرسی کو قبول کر لیتی ہے اور فریق متعلق کو راحت مل جاتی ہے تو سمجھ لیجئے کہ عدالت نے وہ اپیل منظور کر لی یعنی Accept کر لی یا Allow کر دی۔ اسی طرح عدالت کو اگر شروع ہی میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس اپیل میں کوئی جان نہیں ہے تو وہ شروع میں ہی اسے خارج کر سکتی ہے۔ اس طرح اپیل کے خارج کرنے کے عمل کو ''Dismissed in Limine'' کہا جاتا ہے اور اگر باقاعدہ سماعت کے بعد عدالت اس کو خارج کرتی ہے تو اسے صرف یہ کہا جائے گا کہ عدالت نے اپیل خارج کر دی۔

(Rule): جب کوئی اپیل اپیلی عدالت کے روبرو پیش کی جاتی ہے اور جج صاحبان اپنے حکم میں صرف لفظ 'Rule' لکھ دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اپیل بغرض سماعت منظور کر لی گئی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہاں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرنا چاہوں گا۔ مجھے یاد ہے کہ اب سے کئی دہائی قبل جب دہلی ہائی کورٹ میں اس وقت کی وزیراعظم محترمہ اندرا گاندھی کے سلسلے میں ایک رٹ پٹیشن فائل کی گئی تھی تو عدالت نے پہلی پیشی میں شنوائی کے بعد صرف ایک لفظ پر مشتمل حکم جاری کیا۔ وہ لفظ تھا 'Rule'۔ یہ خبر دنیا کے ہر کونے میں جانی تھی مگر ہمارے وہ صحافی جو قانون اور قانونی ضابطوں کی پیچیدگیوں سے واقف نہیں تھے سخت پریشان تھے اور ان کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ یہ پٹیشن قبول کی گئی ہے، منظور کر لی گئی ہے یا نامنظور کر دی گئی ہے۔ جو لوگ عدالت کے کام کاج سے واقف ہیں وہ بشمول دفتری و چپراسی جانتے ہیں کہ Rule کا مطلب یہ ہے کہ پٹیشن سماعت کے لیے قبول کر لی گئی ہے اور فریقین کو اس کی اطلاع دے دی جائے حالانکہ اگر آپ کوئی بھی قانونی لغت دیکھیں تو اس میں لفظ 'Rule' کا مطلب یہ نہیں ملے گا۔ اسی طرح کچھ اور قانونی اصطلاحات ہیں جن کا جاننا ہر صحافی کے لیے ضروری ہے۔

ملزم و مجرم (Accused and Convict): ملزم سے وہ شخص مراد ہے جس پر کسی قانون کے تحت کسی جرم کے ارتکاب کا صرف الزام لگایا ہو۔ ملزم کو تب تک بے گناہ سمجھا جاتا ہے جب تک کہ اس کے خلاف جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے مجرم قرار نہ دے دیا جائے۔ اسی طرح مجرم وہ شخص ہے جسے بعد از سماعت مجرم قرار دے دیا گیا ہو۔

مدعی (Plaintiff)، سائل (Petitioner): مدعی وہ شخص ہوتا ہے جو کسی عدالت میں مقدمہ دائر کرتا ہے لیکن اگر یہ مقدمہ فوجداری نوعیت کا ہے تو شکایت کرنے والے کو یا مقدمہ داخل کرنے والے کو مستغیث (Complainant) کہیں گے۔

مدعا علیہ (Defendant): وہ شخص جس کے خلاف مدعی نے دعویٰ کیا ہے اسے مدعا علیہ کہیں گے یعنی فریق مخالف۔

اپیل گزار (Appellant) و مسئول الیہ (Respondent): اپیل کرنے والے کو اپیل گزار یا اپیلانٹ کہیں گے۔ البتہ جس کے خلاف اپیل کی جائے گی اس کو رسپانڈنٹ یا مسئول الیہ کہیں گے۔ یاد رہے کہ دیگر پٹیشنوں یا درخواستوں میں پٹیشن کرنے والے کو پٹیشنر اور درخواست دینے والے کو درخواست گزار یعنی Applicant کہتے ہیں مگر فریق مخالف کو جس طرح اپیل میں رسپانڈنٹ یا مسئول الیہ کہتے ہیں پٹیشن یا عرضی کے معاملے میں بھی فریق مخالف کو رسپانڈنٹ یا مسئول الیہ ہی کہتے ہیں۔

عرضی دعویٰ (Plaint): عرضی دعویٰ وہ دستاویز ہے جس میں اس عدالت کا نام، جس میں مقدمہ داخل یا دائر کیا جائے، فریقین کا نام و پتہ درج ہوتا ہے اور ان واقعات کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے جن کی بنیاد پر دعویٰ کیا جائے یا جو بنائے دعویٰ ہوں۔ اس کے آخری حصے میں عدالت کے علاقائی اختیار سماعت (Territorial Jurisdiction) واختیار سماعت بلحاظ مالیت (Pecuniary Jurisdiction) کا ذکر ہوتا ہے اور اس میں ادا شدہ کورٹ فیس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

جواب دعویٰ (Written statement): مدعا علیہ کو ہمیشہ یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ مدعی نے جو عرضی دعویٰ دیا ہے، اگر وہ چاہے، تو اس کے جواب میں اپنا تحریری بیان بھی پیش کرے۔ اگر مدعا علیہ، مدعی کے دعوے کی مدافعت میں کچھ نئے حقائق یا نکات قانونی عدالت کے روبرو رکھنا چاہتا ہے تو وہ تحریری طور پر ان کا بھی جواب دعویٰ میں ذکر کرسکتا ہے۔ یاد رہے کہ Written Statement اور Statement in writing دو الگ الگ نوعیّتوں کی دستاویزات ہیں۔ جواب دعویٰ کی تفصیل تو اوپر درج ہے۔ جہاں تک Statement in writing کا سوال ہے یہ کوئی بھی تحریری بیان ہوسکتا ہے۔

جواب الجواب (Replication): مدعا علیہ کے ذریعہ جواب دعویٰ داخل کرنے کے بعد مدعی کو اس بات کا حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ مدعا علیہ کی جوابدہی میں اپنا جواب داخل کرسکتا ہے۔ سول دعووں میں داخل کیے گئے اس طرح کے جواب کو اکثر Replication ہی کہا جاتا ہے، لیکن دیگر مقدمات میں جیسے رٹ پٹیشن وغیرہ میں اسے عام طور پر Rejoinder کہتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے Rejoinder کے بارے میں مابعد دی گئی تفصیل کا مطالعہ کریں۔

امور تنقیح طلب (Issues): دیوانی مقدمات میں عرضی دعویٰ، جواب دعویٰ اور جواب الجواب داخل ہونے کے بعد جو امور تصفیہ طلب قرار پاتے ہیں انھیں امور تنقیح طلب کہا جاتا ہے۔ جو امر مدعی کو ثابت کرنا ہوتا ہے یعنی جس کا onus (بار ثبوت) مدعی پر ہوتا ہے اس کے سامنے عدالت O.P.P لکھ دیتی ہے اور جو امر مدعا علیہ کو ثابت کرنا ہوتا ہے اس کے سامنے O.P.D لکھ دیتی ہے۔

حکم التوا/ حکم موقوفی (Stay order): مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت عذرات (Objections) فائل ہونے کی صورت میں دیوانی عدالت کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ سماعت کو کسی خاص مدت تک کے لیے یا تصفیہ عذرات ہونے تک یا دیگر کسی اور مدت تک جو وہ مناسب سمجھے حکم التوا صادر کرسکتی ہے۔

حکم امتناعی (Injunction): اگرچہ اس لفظ کے معنٰی کسی کام کو روکنے یا جاری رکھنے کے ہیں لیکن بعض اوقات ایسا حکم کسی کام کے کرنے یا کسی رکاوٹ کو دور کرنے کی غرض سے ضروری اقدام کرنے کے لیے بھی صادر کیا جاتا ہے۔ ایسے حکم کو حکم امتناعی تاکیدی (Mandatory Injunction) کہتے ہیں۔ ایسا حکم صرف ایسی ہی صورت میں دیا جاسکتا ہے جب مدعی کا مقدمہ بادی النظر میں ایسا ہو کہ جب تک تردیدی شہادت پیش نہ کی جائے تب تک مدعی کا بیان حلفی ایسا حکم جاری کرنے کے لیے کافی سمجھا جائے۔ اگر فریقین کے مابین حقوق طے شدہ اور متعین نہیں ہیں تو عدالت صرف ایسی صورت میں حکم امتناعی جاری کرسکتی ہے جب ناقابل تلافی نقصان کا اندیشہ ہو۔ حکم امتناعی کی دو اقسام ہیں۔ ایک عارضی حکم امتناعی (Temporary Injunction) جو مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت صادر کیا جاتا ہے جب کہ دوسرا یعنی دوامی حکم امتناعی (Perpetual or Permanent Injunction) جو مختص دادرسی ایکٹ (Specific Relief Act) کے تحت صادر کیا جاتا ہے۔ یہاں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ اگر کسی معاملے میں عدالت قانونی نقطۂ نظر سے یہ سمجھتی ہے کہ اس معاملے میں دوامی حکم امتناعی کا حکم صادر نہیں کیا جاسکتا تو ایسی صورت میں عارضی حکم امتناعی بھی جاری نہیں کیا جاسکتا۔

بیان ابتدائی یا سوال جواب ابتدائی (Examination-in-Chief): جب کوئی گواہ کسی عدالت کے روبرو گواہی کے لیے پیش ہوتا ہے تو اس سے سب سے پہلے وہ فریق یا اس کا وکیل سوال پوچھتا ہے جس نے اسے پیش کیا ہے۔ یہ سوال جواب ابتدائی سوال جواب کے زمرے میں آتے ہیں۔

جرح (Cross-Examination): فریق مخالف یا اس کا وکیل جو سوالات دوسرے فریق کے ذریعے پیش کیے گئے گواہ سے پوچھتا ہے وہ جرح کہلاتا ہے۔ مان لیجیے کہ ’الف‘ مقدمے کا ایک فریق ہے اور ’ب‘ فریق مخالف۔ ’ب‘ جو سوالات ’الف‘ کے گواہ سے پوچھے گا تو اسے جرح کہا جائے گا۔ فریق مخالف کو اس بات کا حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ جرح میں ہدایتی سوال یعنی (Leading Questions) پوچھ سکے۔ ہدایتی سوال وہ ہوتا ہے جس کا جواب راست حاصل کیا جائے۔ بیان ابتدائی میں اس قسم کے سوالات نہیں پوچھے جاسکتے، لیکن جرح میں اس قسم کے سوالات پوچھنے کی اجازت ہے۔

بیان مکرر یا مکرر سوال جواب (Re-Examination): گواہ سے مکرر سوال جواب اس فریق کے ذریعے کیے جاتے ہیں جس نے اسے بطور گواہ پیش کیا ہے۔ یہ سوال جواب جرح ہونے کے بعد کیے جاتے ہیں اور ان کی اجازت اس صورت میں دی جاتی ہے جب کسی ایسی بات کی تشریح یا وضاحت کی غرض سے ایسا کرنا ضروری ہو جس کا ذکر جرح کے دوران ہوا ہو، لیکن اس کا جواب واضح نہ ہو یا مبہم ہو۔

بند سوالات (Interrogatories): مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت کسی

بھی مقدمے میں کسی بھی فریق کو دوسرے فریق سے تحریری بند سوالات کے ذریعے جوابات حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔ البتہ یہ متعلقہ جج کی صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ اس بات کی اجازت دے یا نہ دے۔

کمیشن جاری کرنا (To Issue Commission): اگر کوئی فریق اپنے گواہان یا کسی گواہ کی شہادت قلم بند کرنے کے لیے کمیشن جاری کرنے کی درخواست کرتا ہے تو عدالت گواہ کا بیان قلم بند کرنے کے لیے کمیشن مقرر کر سکتی ہے بشرطیکہ ایسا کرنے کی کوئی معقول وجہ ہو۔ ایسی صورت میں جس شخص کو اس طرح بیان قلم بند کرنے کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے وہ گواہ کے پاس خود جا کر اس کا بیان قلم بند کرتا ہے اور گواہ کو عدالت میں آنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

مظہر/ایگزبٹ (Exhibit) یعنی وہ دستاویز یا شے جو عدالت میں بطور شہادت پیش کی جائے: کوئی بھی دستاویز یا کوئی شے جو گواہی کے دوران گواہ کو دکھلائی جائے یا جو گواہ خود پیش کرے یا گواہ کے ذریعے ثابت کرائی جائے وہ ایگزبٹ کہلاتی ہے۔ ایگزبٹ مارک کرنے کا ایک مخصوص طریقہ ہے۔ مثلاً اگر مدعی کا پہلا گواہ سب سے پہلی دستاویز بطور ایگزبٹ پیش کرتا ہے تو اسے P.W.1/1 مارک کیا جائے گا۔ یہاں P.W.1 سے مراد مدعی کا گواہ نمبر ایک ہے یعنی Plaintiff's Witness No.1 اور P.W.1/1 سے مراد مدعی کے گواہ نمبر ایک کے ذریعے پیش کی گئی پہلی دستاویز یا ایگزبٹ ہے۔ کسی دستاویز یا شے پر ایگزبٹ نمبر اس کے ثابت ہونے کے بعد ہی دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی گواہ کوئی ایسا یا ایسی دستاویز یا شے پیش کرتا ہے جو اس وقت ثابت نہ ہو تو اس پر کوئی ایگزبٹ نمبر درج نہیں کیا جاتا بلکہ اس پر Mark A,B-- لگا کر چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس کا فیصلہ عدالت بعد میں کرتی ہے کہ اس دستاویز کو قابل قبول سمجھا جائے یا نہیں ہے اور اسے ایگزبٹ کا درجہ دیا جائے یا نہیں۔

ڈگری (Decree): ڈگری سے ایسا فیصلہ مراد ہے جس میں کسی مقدمے میں فریقین کے تمام یا بعض حقوق متنازع کا فیصلہ کر دیا گیا ہو۔ ڈگری ابتدائی (Preliminary) بھی ہو سکتی ہے اور قطعی یا آخری بھی (Absolute or Final)۔ ابتدائی ڈگری وہ ہوتی ہے جس میں مقدمے کا آخری اور قطعی تصفیہ کرنے کے لیے عدالت کو کچھ مزید کارروائی کرنا پڑے، لیکن کسی ایسے امر کا فیصلہ جس کے خلاف اپیل بطور اپیل بخلاف حکم (Appeal From Order) دائر کی جا سکتی ہو ڈگری نہیں کہلائے گا۔

ابتدائی اطلاع رپورٹ/ایف آئی آر (First Information Report): یہ کسی بھی واردات کی پہلی اطلاع ہوتی ہے جسے پولیس باقاعدہ درج کرتی ہے اس میں مختلف خانے ہوتے ہیں۔ اس میں واردات کی نوعیت یعنی اس جرم یا جرائم کی تفصیل مع متعلقہ دفعات، جن کا بادی النظر میں ارتکاب کیا گیا ہے، متاثر یا متاثرین، مقام واردات وغیرہ کی تفصیل درج ہوتی ہے اور کسی بھی فوجداری کارروائی میں اسے ایک بنیادی دستاویز کا درجہ حاصل ہے حالانکہ عدالت اس بات کے لیے قانونی طور پر مجبور نہیں ہے کہ وہ ایف آئی آر میں درج کسی بھی یا تمام باتوں کو صحیح مان لے۔

مقدمہ قابل اجرائے سمن (Summons Case) و مقدمہ قابل حکم نامہ گرفتاری (Warrant Case): یہ طے کرنے کے لیے کہ کسی جرم کی عدالتی تحقیقات سمن کیس کے طور پر کی جائے یا وارنٹ کیس کے طور پر جرم کی نوعیت لازمی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ اس سزا کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے جو اس جرم کے لیے دی جا سکتی ہے۔ سمن کیس میں وہ مقدمات آتے ہیں جن میں اجرائے حکم نامہ گرفتاری نہ ہو اور وارنٹ معاملوں میں وہ معاملات آتے ہیں جن کی سزا موت یا حبس دوام یا چھ ماہ سے زیادہ کی قید مقرر کی گئی ہو۔

جرم قابل دست اندازی پولیس (Cognizable Offence) و جرم نا قابل دست اندازی پولیس (Non-Cognizable Offence): جرم قابل دست اندازی سے مراد ایسا جرم ہے جس میں ملزم کو بغیر وارنٹ کے گرفتار کیا جا سکتا ہے، لیکن نا قابل دست اندازی پولیس عام طور پر ایسے جرائم ہوتے ہیں جو معمولی نوعیت کے ہوتے ہیں اور وہ قابل دست اندازی پولیس نہیں ہوتے۔

بار الزام چارج (Charge): چارج محض کسی شخص کے خلاف فوجداری الزام لگانا ہی نہیں بلکہ ضابطہ فوجداری کے تحت جن جرائم کی سماعت Warrant Case کے طور پر ہوتی ہے ان میں بعد تحقیقات اگر ملزم پر جرم بادی النظر میں قائم ہوتا ہو تو مجسٹریٹ ان الزامات کو جو کسی جرم کے تعلق سے اس ملزم پر عائد ہوتے ہوں، ملزم کے سامنے لکھ کر سنائے گا تاکہ ملزم کو یہ معلوم ہو سکے کہ اس پر کیا الزامات لگائے گئے ہیں اور کس الزام کی اس کو جواب دہی کرنا ہے۔ اس کارروائی کو (Framing of the charge) کہا جاتا ہے۔ جس طرح دیوانی عدالتوں میں تنقیحات مرتب (Issues) کی جاتی ہیں اسی طرح فوجداری معاملے میں چارج فریم کیا جاتا ہے۔

درخواست ناداری/مفلسی: کوئی بھی نادار یا مفلس شخص (Indigent person) جسے مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت پہلے Pauper کہا جاتا تھا اپنا دیوانی مقدمہ بصورت درخواست ناداری عدالت میں پیش کر سکتا ہے۔ عدالت ضروری تحقیقات کے بعد اسے اپنا دعویٰ بصیغۂ مفلسی دائر کرنے کی اجازت دے سکتی ہے اور اس صورت میں اس کی درخواست ناداری بطور مقدمہ (Suit) درج کر لی جائے گی۔ کسی مفلس کا معاملہ مفلسی اور اس کا مقدمہ دو علٰحدہ چیزیں ہیں۔ اس لیے جج کو درخواست مفلسی کی سماعت کے وقت مقدمہ کے Merits پر غور نہیں کرنا چاہیے۔

ماقبل ضمانت یا پیشگی ضمانت (Anticipitary Bail): عام طور پر

ضمانت کسی قابل ضمانت جرم میں ماخوذ ہونے کی صورت میں دی جاتی ہے بشرطیکہ ضامن اس امر کی ضمانت دے کہ وہ ملزم کو تاریخ مقررہ پر عدالت میں برابر حاضر کرتا رہے گا اور اگر ملزم حاضر عدالت نہ ہوا تو رقم ضمانت بطور تاوان سرکار کو ادا کرے گا، لیکن ماقبل ضمانت اس صورت میں دی جاتی ہے جب کسی شخص کو کسی جرم میں ماخوذ ہونے کا امکان ہو اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ اسے گرفتار کیا جاسکتا ہے۔

مچلکہ (Personal Bond): کبھی کبھی عدالت نیک چلنی کی ضمانت کے طور پر ایک بونڈ بھروا لیتی ہے جسے مچلکہ کہتے ہیں۔

جرم قابل و جرم نا قابل ضمانت (Bailable Offence and Non-Bailable Offence)

ہندوستان کے تعزیری قوانین میں جرائم کی دو اقسام بیان کی گئی ہیں۔ ایک وہ جرائم جو قابل ضمانت ہیں اور دوسرے وہ جرائم جو نا قابل ضمانت ہیں۔ جو جرائم معمولی نوعیت کے ہوتے ہیں وہ قابل ضمانت ہوتے ہیں لیکن سنگین نوعیت کے جرائم نا قابل ضمانت جرائم کے زمرے میں آتے ہیں۔

قیدی کی رہائی (واپس آنے کے وعدے پر) (Parole): عام طور پر مجرم قیدیوں کو ان کی قید کی مدت کے بعد یا ان کے اچھے چال چلن کی بنیاد پر ان کی سزا میں کمی کر کے کچھ مدت پہلے جیل سے رہا کر دیا جاتا ہے۔ ایسے قیدیوں کے معاملے میں جن کی رہائی کسی مجبوری کے تحت وقتی طور پر کرنی پڑے تو ایسی رہائی کو پیرول پر بھیجنا کہتے ہیں۔ ایسی رہائی کے لیے یہ شرط ہوتی ہے کہ وہ شخص جسے رہا کیا جا رہا ہے اس بات کا وعدہ کرے کہ وہ مقررہ وقت یا مدت کے بعد جیل میں واپس آ جائے گا۔ ایسا عام طور پر قیدیوں کو کسی امتحان میں شریک ہونے، کسی کے انتقال پر تعزیت کرنے یا آخری رسوم میں شامل ہونے، کسی بیمار کی عیادت کرنے یا کسی بیماری کا علاج کرانے یا کسی تقریب میں شریک ہونے کے لیے کیا جاتا ہے۔

اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں ہیں۔ بادی النظر میں بہت سے الفاظ بالکل ایک جیسے ہی نظر آتے ہیں لیکن قانون کے نقطۂ نظر سے ان میں فرق کرنا ضروری ہو جاتا ہے جیسے:

(1) Act(ایکٹ), act(کام), statute(قانون موضوعہ), statute (دستور العمل) (of Aligarh Muslim university), law(قانون), bye law (ذیلی قانون), rule (اصول، قاعدہ), sub-rule(ذیلی قاعدہ) regulation(ضابطہ)

Rules refer to an established and authoritative standard of principles. Regulations refer to sets of rules that have legal connotations.

جہاں تک قواعد کی بات ہے انہیں معیاری مستند و مسلمہ درجہ حاصل ہوتا ہے، لیکن جہاں تک ضوابط کی بات ہے اس زمرے میں وہ قواعد آتے ہیں جن میں قانونی اشارات ملتے ہیں۔

(2) right(حق), prerogative(امتیازی اختیار، مراعاتی حق), privilege(مراعت، استحقاق)

(3) cancel(رد کرنا), repudiate(انکار کرنا، منحرف ہونا), abrogate(منسوخ کرنا، فسخ کرنا), dissolve(ختم کرنا، منسوخ کرنا) repeal(تنسیخ کرنا), rescind(منسوخ کرنا، فسخ کرنا), annul(کالعدم کرنا), quash(باطل کرنا، مسترد کرنا، منسوخ کرنا), set aside(پلٹ دینا) revert(الٹ دینا) null and void(باطل اور کالعدم)

(4) affray(ہنگامہ، جھگڑا), riot(بلوہ، فساد)

(5) Contract (معاہدہ), agreement (قرار، اقرار نامہ), treaty(عہد و پیماں، میثاق), covenant(عہد و پیماں), convention(کنونشن), bargain(سودا), transaction (معاملہ)

(6) proposal(تجویز), resolution(قرارداد), motion (تحریک)

(7) intent(نیت), intention(ارادہ), motive(وجہ تحریک، محرک), purpose(مقصد), object(غرض), objective (منشا، غرض)

(8) adjourn(ملتوی کرنا), postpone(ملتوی کرنا), defer(تاخیر کرنا، ملتوی رکھنا), abeyance(تعطل، التوا)

(8 a) state (مملکت، ریاست)

آئین کی دفعہ 12 میں یہ اصطلاح دو معنوں میں استعمال کی گئی ہے۔ اس دفعہ کی ابتدائی حصہ میں اس کا استعمال مملکت کے طور پر کیا گیا ہے جس میں مرکزی حکومت اور پارلیمنٹ شامل ہیں جب کہ اس کے دوسرے حصہ میں اس کا استعمال ریاستوں کے حوالے کے طور پر کیا گیا ہے۔

(9) President (صدر، صدر مملکت و سربراہ)

President of the union (یونین کا صدر)

President of the state/country (صدر مملکت)

President of a tribunal (سربراہ)

(10) transfer(تبادلہ، انتقال), conveyance(منتقلی، انتقال، سواری), assignment(تفویض، سونپا گیا کام)

(11) coercion(جبر، زبردستی), pressure(دباؤ), duress

compulsion (مجبوری، لازمیت), (اکراہ، جبر، دباؤ)

influence (اثر، رسوخ، دباؤ)

(12) competent officer (افسر مجاز)

(13) judicial officer (عدلیاتی افسر)

(14) judicious officer (منصف مزاج افسر)

(15) distress (قرقی، بے چینی)

(16) quasi-personality (جائیداد کی منقولہ و غیر منقولہ نوعیت)

(17) order (حکم، حکم دینا، درجہ، رتبہ، ترتیب، نظم، مسلک، عقیدہ، حالت وغیرہ)

(18) loss of society of wife (بیوی کی رفاقت سے محروم ہو جانا)

(19) instrument (آلہ، ہتھیار، تحریر، دستاویز)

(20) instrument of accession (دستاویز الحاق، شمولیت)

آئین کی دفعہ 77(2) میں اس لفظ کا استعمال دستاویز کے لیے جبکہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 211 میں گولی مارنے کے ہتھیار کے لیے ہوا ہے۔

(21) attendant (خدمت گار) attendant (متعلقہ صورت) attendant (جسمانی نقصان ہوا ہو) حال)

کچھ عرصہ قبل درج ذیل الفاظ عام نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ہماری قانونی لغات میں یہ الفاظ ایک لغت میں نہ ملیں۔ اسی طرح ایک اصطلاح ایک لغت میں ملے اور دوسری میں نہ ملے۔

surrogate mother متبادل ماں یعنی وہ عورت جو کسی دوسری عورت کی خاطر مصنوعی تخم ریزی کے ذریعہ نطفہ قبول کرتی ہے

Voyeurism شہوت نظری، جنسی حرکات یا اعضا کے نظارے سے جنسی تسکین

stalking تعاقب، پیچھا کرنا

Cloning (creation of an organism that is an exact genetic copy of another. This means that evry single bit of DNA (Deoxyribonucleic Acid) is the same between the two) کسی جسم نامی کی مُماثل پیدائش کرنا

Environmental justice ماحولیاتی ناانصافی

اسی طرح صحافیوں کو انگریزی کے متروک الفاظ سے بھی واقف ہونا چاہیے۔ مثلاً اب mankind کی جگہ لفظ humankind کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ اقوام متحدہ میں وضع کی جانے والی دستاویزات میں بھی لفظ Humankind کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ بظاہر اس کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کے غلبے والے معاشرے میں لفظ Mankind سے صنفی امتیاز کی بو آتی ہے۔

اسی طرح اب لفظ Discourse عام طور پر صرف مذہبی کتابوں میں ہی استعمال کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح پہلے Excise کے لیے اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں آبکاری لفظ کا استعمال کیا جاتا تھا کیونکہ اس وقت یہ ٹیکس عام طور پر صرف شراب یا دیگر مشروبات پر ہی لگتا تھا، لیکن آج یہ تصور بالکل بدل چکا ہے اور بہت سی پروڈکٹس پر یہ محصول لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب اس کا نام اردو میں آبکاری کی جگہ پیداوار ٹیکس اور ہندی میں اتپاد شلک رکھا گیا ہے۔

ایسی صورت میں کسی بھی صحافی کو یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ کس اصطلاح کا استعمال کس پس منظر میں اور کس غرض کے لیے کیا جا رہا ہے۔ صرف یہی نہیں کبھی کبھی مختلف الفاظ کے الگ الگ مترادف الفاظ نہیں مل پاتے ہیں اور مجبوراً کئی اصطلاحات کے لیے ایک ہی مترادف رکھا جاتا ہے۔ البتہ اس ضمن میں بھی ہمارے صحافیوں کو ان ریاستوں میں اور بھی زیادہ احتیاط برتنے کی ضرورت ہے جہاں اردو کو سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے۔ مثلاً اگر یونین علاقہ جموں و کشمیر میں قانون کی کسی دفعہ کی تعبیر کی بابت کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے تو عدالت اس کے اردو متن کی جانب رجوع ہوگی اور اردو متن کو ہی حتمی مانا جائیگا نہ کہ اس کے انگریزی ترجمہ کو چونکہ وہاں کی سرکاری زبان اردو ہے۔ اسی طرح اگر اتر پردیش میں قانون کی کسی دفعہ کی تعبیر کی بابت کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے تو عدالت اس کے ہندی متن کی جانب رجوع ہوگی اور ہندی متن کو ہی حتمی مانا جائے گا نہ کہ اس کے انگریزی ترجمہ کو چونکہ وہاں کی سرکاری زبان ہندی ہے۔ مرکز میں انگریزی غالب رہے گی چونکہ مرکز کی سرکاری زبان انگریزی ہے۔ البتہ مستند متن (مرکزی قوانین) ایکٹ، ۱۹۷۳ء کے تحت اردو ترجمے کو بھی مستند متن کا درجہ حاصل ہے چونکہ اس کی توثیق بھی باقاعدگی کے ساتھ اسی قانون کے تحت صدر مملکت سے کرائی جاتی ہے۔ اگر کسی قانون کے ترجمہ میں کوئی غلطی پائی جاتی ہے تو اس قانون کے اصل متن کو حتمی مانا جائے گا اگرچہ عدالت بغرض تعبیر ترجمہ پر بھی غور کر سکتی ہے۔

ان حالات کے مدنظر ہمارے اردو صحافیوں کے لیے معیاری قانونی لغات کا دستیاب ہونا اشد ضروری ہے مگر حیرت کی بات ہے کہ نہ صرف ہمارے ملک میں بلکہ برصغیر میں اس طرح کی معیاری قانونی لغات کا فقدان رہا ہے اگرچہ اب صورت حال کسی حد تک بدل چکی ہے۔ پاکستان میں ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن کی تیار کردہ قانونی لغت کو ہماری معلومات کے مطابق تاہنوز سب سے معیاری قانونی لغت کا درجہ حاصل ہے اور یہ درجہ ان کی علمی لیاقت تجربے اور رتبے کو دیکھتے ہوئے حاصل ہے مگر اس لغت میں اور پاکستان کی National Language Authority اور دیگر امریکی پبلشرز کی شائع کردہ لغات میں بھی بہت سے ایسے الفاظ نہیں ملتے جو جدید سیاسی و معاشی اور عمرانی تصورات کی روشنی میں گزشتہ چند دہائیوں میں برصغیر میں بنائے گئے قوانین میں استعمال

کیے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی لغات میں عالمگیریت کے دور میں جونئی قانونی اصطلاحات سامنے آئی ہیں ان کے بھی معقول مترادفات نہیں ملتے۔ اگر ہم اپنے ہی ملک کی بات کریں تو دہلی کے مقامی قوانین کے تراجم (صرف ان قوانین کو چھوڑ کر جن کا ترجمہ مرکزی حکومت نے کرایا ہے جیسے دہلی میونسپل کارپوریشن ایکٹ وغیرہ) تا ہنوز دستیاب نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں دہلی اردو اکادمی کی پیش رفت مطلوب و متوقع ہے۔ ہماری قدیم قانونی دستاویزات بشمول شاہی فرمان تو ہماری ثقافت کا حصہ بن چکی ہیں اور موجودہ دستاویزات بھی 'مستقبل بعید' میں ثقافت کا حصہ بن جائیں گی بشرطیکہ انھیں محفوظ رکھا جائے۔

آزادی سے قبل ریاست حیدرآباد میں دارالترجمہ نے جو قانونی اصطلاحات تیار کی تھیں وہ اب دستیاب نہیں ہیں اور وہ ویسے بھی غیر مروج و غیر مستعمل ہو چکی ہیں۔ دارالترجمہ کے ذریعہ معیاری لغات کی بنیاد پر کیے گئے تراجم معلومات کا ذریعہ نہ ہو کر محض تاریخی دستاویزات کا حصہ بن چکے ہیں۔ اس ضمن میں اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ آزاد ہندوستان میں اس کام کا بیڑا سب سے پہلے جموں و کشمیر ریاست، جسے اب یونین علاقے کا درجہ حاصل ہو چکا ہے، کی جوڈیشیل اکیڈمی نے کافی عرصہ پہلے انگریزی، اردو قانونی فرہنگ شائع کر کے اٹھایا تھا۔ اس کے علاوہ یونیورسل لاء پبلشنگ کمپنی نے سہ لسانی انگریزی، اردو، ہندی کی ایک مختصر لغت شائع کی مگر وہ پرشین اسکرپٹ میں نہ ہو کر دیوناگری رسم الخط میں ہے۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے بھی 'فرہنگ اصطلاحات انگریزی - اردو' کا پہلا ایڈیشن ۲۰۱۳ء میں شائع کیا ہے۔ ہم نہایت انکساری کے ساتھ یہاں یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ کونسل کے پینل برائے لیگل اسٹڈیز نے، جس کے ہم خود بھی رکن رہے ہیں، جس کے سربراہ ڈاکٹر طاہر محمود اور معزز اراکین میں گجرات ہائی کورٹ کے سابق جج جسٹس عبدالستار قریشی مرحوم اور اتر پردیش کے سابق ایڈوکیٹ جنرل ایس ایم اے کاظمی مرحوم شامل رہے ہیں، اس لغت پر نظر ثانی کا کام ہمیں سونپا تھا اور ہم نے اس فرہنگ پر نہ صرف نظر ثانی کا کام کیا بلکہ بہت سے نئے الفاظ و اصطلاحات کو بھی شامل کیا مگر فرہنگ کسی لغت، Lexicon یا Encyclopaedia کا بدل نہیں ہو سکتی۔ ہمارے علیگ برادر محمد ارشاد حنیف کی انگریزی۔ اردو لغت بھی منظر عام پر آ چکی ہے۔ علاوہ ازیں ہماری اول سہ لسانی قانونی لغت انگریزی، اردو، ہندی ایم آر پبلشرز نئی دہلی نے ۲۰۱۵ء میں شائع کی ہے۔ علاوہ ازیں این سی پی یو ایل نے اسی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے قانونی، تجارتی و مالیاتی اصطلاحات پر مشتمل فرہنگ شائع کی ہے۔ علاوہ ازیں اردو اکادمی، دہلی کے ذریعہ شائع کی گئی جان ٹی پلیٹس کی مرتب کی گئی اردو، کلاسیکل ہندی اور انگریزی ڈکشنری میں بھی ایک اچھی خاصی تعداد میں قانونی اصطلاحات کو شامل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ این سی پی یو ایل نے وزارت قانون کے ذریعہ ترجمہ کیے گئے کئی سو قوانین کے اردو تراجم کو شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اور ان میں سے اچھی خاصی تعداد میں مرکزی قوانین کے اردو متن این سی پی یو ایل شائع کر بھی چکی ہے جو اس کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ این سی پی یو ایل وزارت قانون کے ذریعہ آئین کا جو اردو ترجمہ تیار کیا تھا اس کے کئی ایڈیشن شائع کر چکی ہے۔

ہمارے سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کو چاہیے کہ وہ صحافیوں کو اس طرح کی معلومات فراہم کرانے اور قانونی اصطلاحات و قوانین کی تازہ ترین صورت حال سے باور کرانے کے لیے وقتاً فوقتاً ورکشاپ اور سمیناروں کا انعقاد کریں تاکہ ہمارے صحافیوں کی کارکردگی میں بہتری آئے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہمارے موجودہ صحافی باصلاحیت نہیں مگر ایسا کون شخص ہوگا جسے صحافت کے ہر میدان میں مہارت حاصل ہو۔ اس ضمن میں نہ صرف این سی پی یو ایل بلکہ ملک کی اردو اکادمیاں، یونیورسٹیاں و دیگر تعلیمی ادارے اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان اداروں کو ایسے تربیتی کورسز بھی شروع کرنے چاہئیں اور اگر چل رہے ہیں یا چلتے رہے ہیں تو انھیں مزید فعال بنانے کی ضرورت ہے، جن میں مالگزاری، عدلیہ و نظم و نسق کے کام سے جڑے ہوئے افسران و وکلا کو قانون سے متعلق اردو اصطلاحات کی ہندی و انگریزی میڈیم میں جانکاری دی جا سکے، چونکہ یہ سمجھنا کہ ہندوستان میں اردو ہر شعبہ سے ختم ہوتی جا رہی ہے محض خیال خام ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی خاص شعبہ کے بارے میں ہماری یہ رائے غلط ثابت ہو مگر جہاں تک قانون کا سوال ہے ان اصطلاحات کا استعمال آنے والی صدیوں تک ہوتا رہے گا جس طرح گزشتہ کئی صدیوں سے ہوتا آ رہا ہے۔ جائیداد کے انتقال، ملکیت، وصیت، بیع و شرا، رہن وغیرہ میں مستعمل الفاظ جیسے بیع نامہ، رہن نامہ، انتقال (mutation)، جمع بندی، آراضی، محصول سے متعلق الفاظ ہمیشہ استعمال میں لائے جاتے رہیں گے چونکہ کتنا بھی وقت گزر جائے ان امور سے متعلق دستاویزات ثبوت کے طور پر عدالت میں پیش کی جاتی رہیں گی۔ آپ کو یہ سن کر حیرت نہیں ہونی چاہئے کہ آج بھی مغلیہ دور میں صادر کیے گئے فرمان عدالتوں کے روبرو دستاویزی شہادت کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ فرد، مقبوضگی، جامہ تلاشی، فرد آلۂ جرم، نقشۂ مرگ (inquest report)، روزنامچہ جیسے الفاظ آج بھی تعزیری دستاویزات میں استعمال کیے جا رہے ہیں خواہ رسم الخط کوئی بھی ہو۔

دنیا نے تجربات و حوادث کی شکل میں
جو کچھ مجھے دیا ہے وہ لوٹا رہا ہوں میں

◆ ◆ ◆